TAMSAAL
URDU RESEARCH JOURNAL

TAMSAAL

تمثال

www.tamsaal.pk Vol 1, Issue 1 Jan-Jun, 2022 tamsaalurdu@gmail.com

محمد احمد اعوان

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر اُردو، یونیورسٹی آف سندھ

عبدالخالق

ایم۔فل اُردو، یونیورسٹی آف سندھ

آغا حشر کاشمیری کے ڈراموں کا تاریخی اور فکری مطالعہ

Muhammad Ahmed Awan
Ph. D Scholar Urdu, University of Sindh, Jamshoro
Abdul Khalique
M. Phil. Urdu, University of Sindh, Jamshoro

A Historical and Intellectual study of Aagha Hashar's Dramas

Subcontinent history is very ancient and also causes variations in the situations and events of the whole world. Personalities, events and various factors are specially highlighted. In view of this importance, Aagha Hashar has also expressed his thoughts on all these aspects with great clarity in his plays. The contemporary dramatists of Aagha Hashar Kashmiri also did not make any significant changes in the structure of the play, but Aagha Hashar took a different path from all of them and introduced Urdu drama to a new style. He created a distinct place in the world of drama. Aagha Hashar's dramas can be called a high intellectual achievement, he did not neglect any aspect of human life in his works. Technically and intellectually, these plays are a great addition to Urdu literature and their value cannot be denied. From historical, artistic and intellectual dimensions, these works of art are a brilliant chapter in the history of Urdu literature.

Key words: Inshapardash, Safdar, Iran, Rustum, Qadeem.

کلیدی الفاظ: انشاپرداز، صفدر، ایران، قدیم، رستم۔

ہندوستان ہمیشہ سے تاریخی نقطۂ نظر سے ایک اہم خطہ رہا ہے۔یہی خصوصیات شروع سے برِصغیر کے ڈراموں کا بھی حصّہ رہی ہیں۔واجد علی شاہ کے ڈرامے ''رادھا کنہیا'' میں گیتوں کا غلبہ ہے جب کہ مکالمے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ امانت لکھنوی کے ڈرامے ''اندر سبھا'' میں بھی گانوں کی بہتات ہے۔ان کے بعد آنے والے ڈراما نگاروں نے بھی اس روایت میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں کی۔ان ڈراما نگاروں میں بھاؤ وا جی لاڈ، ایدل جی کھوری، نسروان جی مہروان جی آرام، نوروز جی پارکھ، رونق بنارسی، حسینی میاں ظریف، حباب رام پوری، طالب بنارسی، حافظ عبداللہ وغیر ہم شامل ہیں آغا حشر کاشمیری کے ہم عصر ڈراما نگاروں نے بھی ڈرامے کی ہیئت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی لیکن آغا حشر نے اِن سب سے الگ راہ نکالی اور اردو ڈرامے کو نئے طرز سے آشنا کیا۔اس مخصوص اندازِ نگارش کی بنا پر ہی آغا حشر نے ڈراما نگاری کی دنیا میں ایک الگ مقام بنایا۔ان کے ڈراموں کی انھی تاریخی اور فکری مطالعات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

تاریخی مطالعہ:

کسی بھی ادیب، انشاپرداز اور لکھاری کے لیے تاریخ سے واقفیت بہت ضروری ہے۔اسی کے ذریعے وہ اپنی تحریروں کو جامع اور اس کی ترویج کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ سے تھوڑی بہت واقفیت بہتر انداز سے منتج ہوتی ہے۔ہندوستانی تاریخ انتہائی قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے حالات و واقعات میں تبدیلی یا تغیرات کا باعث بھی بنتی ہے۔ شخصیات، واقعات اور مختلف عوامل کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔اسی اہمیت کے پیشِ نظر آغا حشر نے بھی اپنے ڈراموں میں ان جملہ پہلوؤں پر بڑی وضاحت کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے۔ذیل میں ان ڈراموں سے کچھ مثالیں درج کی جا رہی ہیں:

''صفدر: جس نے نمرود کا زور ڈھایا اور ضحاک کو خاک میں ملایا۔''[1]

''ازبک: میں فرعون۔''۲

''اسد: میں وہ کروں گا جو ضحاک اور نمرود نے نہیں کیا۔

پروین: تو تجھے خدا وہ سزا دے گا جو شدّاد اور فرعون کو بھی نہیں ملی۔''۳

''او خوں ریز چنگیز۔''۴

''مہ جبیں: (بوسہ لے کر) اخاہ آبِ حیات! خدا کی بخشی ہوئی نعمت یا محبت کے پاک درخت کا پھل!''۵

حضرت خضرؑ، حضرت لقمانؑ، زال، بہرام، سام اور دیگر تاریخی شخصیات کا تذکرہ بھی آغا حشر کے ڈراموں میں ملتا ہے۔ جیسے:

''خضر بن کر شبِ تاریک میں آنے والے
خواہشوں کو مری بے تاب بنانے والے''۶

بعدِ فنا بھی زال و بہرام جی رہے ہیں
اب تک جہاں میں رستم اور سام رہے ہیں ۷

''ان چرکٹوں میں وقت کا لقمان کون؟ ہم!''۸

آغا حشر نے لیلیٰ، شیریں، فرہاد، ہیر، رانجھا کو اپنے ڈراموں کے جملوں کا حصہ بنایا ہے۔ ذیل میں ایسے اقتباسات دیے جا رہے ہیں:

''مجنوں لیلیٰ کے سامنے شرحِ ملال کر رہا ہے۔ فرہاد شیریں کے آگے عرضِ حال کر رہا ہے۔''۹

''بغلول: شیریں فرہاد عرف اندر سبھا عرف لیلیٰ مجنوں عرف ہیر رانجھا عرف سسی پنوں۔''۱۰

''عشق کی اندر سبھا کا پہلا باب شروع ہو گیا۔''۱۱

آغا حشر کے ڈراموں میں سیاسی ذوق و شوق کے اثرات بھی نظر آتے ہیں۔ اپنے ڈرامے ''سلور کنگ'' میں ہندوستان کی معروف سیاسی جماعت کانگریس کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:

''ابو: ہاں بھائی کانگریس اور کانفرنس کی طرح ہماری پاجی جماعت کا بھی تو کوئی پروگرام ہونا چاہئے۔''۱۲

اس کے علاوہ، حشر فردوسی کے شاہنامے، جمشید، فرید، گول کنڈہ اور عبرانیوں وغیرہم کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

''شاید فردوسی نے شاہنامے میں تمہارے ہی باپ دادا کا ذکر کیا ہے۔''۱۳

''ایک سردار: یہ اسی عبرانی کا کارنامہ ہے۔''۱۴

''سردار ا: تب یقیناً تم ایران کے سفر میں آنکھیں ساتھ لے کر نہیں گئے تھے۔ مجھے تو یہ محسوس ہوتا تھا کہ جمشید اور فریدوں کی سرزمین میں نہیں، کسی شاعر کے خیال کی رنگین دنیا میں سیر کر رہا ہوں۔'' ۱۵

''گول کنڈہ کی کان میں۔'' ۱۶

فکری مطالعہ:

آغا حشر کاشمیری کا دور وہ دور تھا جب ڈراموں میں سطحی فکری گہرائی پائی جاتی تھی اور ڈراما نگار کو اسٹیج کے تقاضوں، تماشائیوں کے مذاق کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہوتا تھا۔ لہٰذا ''حشر کے فن'' کے عنوان سے ''آغا حشر کے ڈرامے'' کی جلد اوّل میں عشرت رحمانی رقم طراز ہیں:

''اگرچہ حشر کے کسی ڈرامے کو کوئی اعلیٰ فکر انگیز کارنامہ نہیں کہا جا سکتا، تاہم انھوں نے اپنی تخلیقات میں انسانی زندگی کا کوئی پہلو نظر انداز نہیں کیا۔''۱۷

دوسری طرف آغا حشر کاشمیری کے ڈراموں میں فکری عوامل کہیں کہیں بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثلاً ہندوستانی عورت شوہر کا بہت احترام کرتی ہے اور وہ اس کے لیے سر کا تاج ہوتا ہے۔ اسی فکری پہلو کو آغا حشر نے بیان کرتے ہوئے میاں کو بیوی کا سنگار کہا ہے۔

''چنگیز: شوہر کا حکم ماننا عورت کا سنگار ہے۔

آغا حشر نے ایک فکری نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ رحم دلی مضبوط انسان کی ایک خوبی ہوتی ہے۔

نوشابہ: دشمن پر رحم کرنا بہادر کا شعار ہے۔'' ۱۸

موت کا تصور ہر مذہب اور دین کا حصّہ رہا ہے۔ حالاں کہ دہریے بھی مرنے پر یقین رکھتے ہیں کیوں کہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی انسان کو اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا۔ دینِ اسلام میں تو مرنے کے بعد نئی زندگی پر ایمان لانے کو بھی دین کا حصّہ قرار دی ہے۔ آغا حشر کاشمیری نے اسی فکرِ آخرت کے متعلق جو جملے تحریر کیے وہ اُن کی فکری گہرائی کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان اس دنیا مسافر کی طرح ہے۔ جسے ایک دن اس دنیائے فانی سے لوٹ جانا ہے۔ لٰہذا اسے چاہیے کہ وہ یہاں مسافر کی طرح زندگی بسر کرے اور اپنی اصل منزل قبر اور آخرت کی تیاری کرے۔ ذیل میں آغا حشر کے ڈراموں میں موجود فکری نقوش دیے گئے ہیں:

''رہے مسافر کمر کو باندھے آج آنا کل جانا ہے

جس کو کہتے ہیں دنیا وہ ایک مسافر خانہ ہے'' ۱۹

''مہر: مگر وہ زندگی کتنی ہے جس کی ہوس اتنی ہے۔ زندگی ہوا کا جھونکا ہے اور پانی کا بلبلہ، آنکھ کی جھپک بجلی کی چمک، سوتے کا خواب جب آنکھ کھول کے اپنے کو قبر میں پائے گا، جس طرح رات کا نشہ دن کو دکھ دیتا ہے اسی طرح آنکھ کھلنے پر پچھتائے گا:'' ۲۰

رستم و سہراب ''کا آخری جملہ انتہائی فکر انگیز ہے جس میں خاص ڈرامائی عنصر پایا جاتا ہے۔ رستم کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سہراب اس کا بیٹا ہے اور اس کو قتل کر دیتا ہے۔ لیکن جب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ سہراب اس کا بیٹا ہے تو وہ کہتا ہے:

''آج ہی دنیا کا آخری دن ہے۔ زندگی؟۔۔۔ دنیا؟ کہاں ہے زندگی، کہاں ہے دنیا؟ زندگی سہراب کے خون میں اور دنیا رستم کے آنسوؤں میں ڈوب گئی۔۔'' ۲۱

یہاں انسانی جذبات کی موثر انداز میں تشریح کی گئی ہے جس میں تجسس کا عنصر بھی نمایاں ہے۔

مختصراً یہ کہ فنی و فکری لحاظ سے یہ ڈرامے اردو ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں اور ان کی قدر و قیمت سے انکار ممکن نہیں آغا حشر کے ڈرامے نہ صرف انھیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتے ہیں بلکہ آنے والے ڈرامانگاروں کے لیے استفادے کا باعث بنتے ہیں۔ تاریخی، فنی اور فکری جہتوں سے قرین یہ فن پارے اردو ڈرامے کی تاریخ کا درخشاں باب ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد اوّل، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص، ۸۲۔

۲ عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۷ء، جلد دوم، ص، ۲۵۰۔

۳۔ ایضاً، ص، ۴۱۹۔

۴۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد اوّل، ص، ۱۴۰۔

۵۔ ایضاً، ص، ۱۰۷۔

۶۔ ایضاً، ص، ۳۱۰۔

۷۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۹۹۔

۸۔ ایضاً، ص، ۳۰۳۔

۹۔ ایضاً، ص، ۳۱۶۔

۱۰۔ عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد چہارم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص، ۵۲۔

۱۱۔ عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد سوم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص، ۶۹۔

۱۲۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۳۹۹۔

۱۳۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد سوم، ص، ۶۴۔

۱۴۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد چہارم، ص، ۱۴۰۔

۱۵۔ عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد پنجم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص، ۲۵۳۔

۱۶۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۳۰۳۔

۱۷۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد اوّل، ص، ۴۵۔

۱۸۔ ایضاً، ص، ۹۲۔

۱۹۔ ایضاً، ص، ۱۵۴۔

۲۰۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۲۱۲۔

۲۱۔ ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد پنجم، ص، ۳۴۹۔